146794 ـ بیوی کو\" اسرحی \" لفظ بولنے سے طلاق ہوگی یا نہیں

سوال

میں نے ایك اسلامی ویب سائٹ پر لفظ " اسرحی " کے بارہ میں پڑھا کہ اگر خاوند بیوی کو یہ لفظ بولے تو اسے طلاق ہو جائیگی، میں نے چاہا کہ اپنے خاوند کو اس کے بارہ میں بتا دوں تا کہ وہ اس میں واقع نہ ہو جائے، خاص کر مصر میں ہمارے ہاں یہ کلمہ رائج ہے مثلا اسرحی عشان انام " جاؤ مجھے سونے دو.
چنانچہ میں نے خاوند سے کہا کہ: سچی بات ہے کہ میں نے پڑھا ہے کہ جب خاوند اپنی بیوی کو لفظ اسرحی کہے تو اسے طلاق ہو جاتی ہے.
میں نے کہا: میری بات سنو اور تردد مت کرو، لیکن اس کی زبان سے لفظ نکل گیا اور وہ انکار کے لہجہ میں کہنے لگا اسرحی جاؤ، اس نے قسم اٹھائی کہ لفظ کا مقصد نہ تھا بلکہ یہ تو بغیر قصد کے نکلا ہے، کیا اس سے طلاق ہو گئی ہے ؟

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

اول:

لفظ " السراح " جمہور فقہاء کے ہاں طلاق کے صریح الفاظ میں شامل نہیں ہوتا، اس لیے اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو اسرحی کے الفاظ بولے تو اس سے طلاق کی نیت کے بغیر طلاق واقع نہیں ہوگی.

شافعیہ اور بعض حنابلہ کہتے ہیں کہ: یہ طلاق کے صریح الفاظ میں شامل ہوتا ہے، اس لیے اگر خاوند نے بیوی سے " اسرحی " کہا تو طلاق واقع ہو جائیگی، اور خاوند کا قول نیت نہ کرنا قبول نہیں ہوگا، الا یہ کہ اگر اس پر کوئی قرینہ دلالت کرے کہ وہ اس سے طلاق مراد نہیں لے رہا تھا.

مثلا اگر وہ بیوی سے فصل والی جگہ میں جلدی جانے کا کہنے کے بعد " اسرحی " کہے.

اور شافعی حضرات میں سے ابن حجر مکی رحمہ اللہ کا فتوی ہے کہ:

" اسرحی " کنایہ کے الفاظ میں شامل ہوتا ہے، کیونکہ یہ سرح بغیر شد کے میں سے ہے، نہ کہ سرّح شد کے ساتھ.

اور الرملی نے نہایۃ المحتاج میں ذکر کیا ہے کہ:

" جب خاوند طلاق كے صريح الفاظ بولے تو پھر خاوند كى يہ بات قبول نہيں كى جائيگى كہ اس نے طلاق كا ارادہ نہيں كيا تھا، ليكن يہ كہ اگر اس پر كوئى قرينہ دلالت كرتا ہو، اور اس ميں انہوں نے يہ ذكر كيا ہے كہ جب وہ بيوى كو كہے: كھيت جلد جانے كا حكم دينے كے بعد اسرحى كا لفظ بولے تو ظاہرا اس قبول كيا جائيگا "انتہى

ديكھيں: نهاية المحتاج (6 / 429).

اور مالكيہ يہ كہتے ہيں كہ: بغير نيت كے ہى لفظ سراح سے طلاق واقع ہو جائيگى؛ كيونكہ ان كے ہاں بعض كے نزديك يہ لفظ صريح ميں شامل ہوتا ہے، يا پھر ظاہرى طور پر لكھے جو نيت كا محتاج نہ ہو.

راجح جمہور كا مسلك ہے، اس ليے السراح يا سرحتك يا اسرحى كے الفاظ سے طلاق اسى صورت ميں واقع ہوگى جب وہ طلاق كى نيت كريگا.

ابن قدامہ رحمہ اللہ كہتے ہيں:

" قال (اور جب وہ كہے ميں نے تجھے طلاق دى، يا ميں نے تجھے عليحدہ كر ديا، يا ميں نے تجھے چھوڑ ديا تو اسے طلاق لازم ہو گى)

يہ اس كا تقاضہ كرتا ہے كہ صريح طلاق كے تين الفاظ ہيں الطلاق، الفراق، اور السراح اور ان سے بنائے جانے والے دوسرے صيغے.

امام شافعى كا مسلك يہى ہے، اور ابو عبد اللہ بن حامد كا كہنا ہے كہ: طلاق كا صريح لفظ صرف ايك ہى ہے اور وہ طلاق اور اس سے بنائے جانے والے صيغے اس كے علاوہ كوئى اور لفظ صريح نہيں، امام ابو حنيفہ اور امام مالك رحمہما اللہ كا مسلك يہى ہے.

ليكن امام مالك اس سے بغير نيت كے بھى طلاق واقع ہونے كے قائل ہيں؛ كيونكہ ظاہرى كنايات نيت كے محتاج نہيں ہوتے.

اس قول كى دليل يہ ہے كہ فراق اور السراح كے الفاظ طلاق كے علاوہ بھى بہت زيادہ استعمال ہوتے ہيں، اس ليے باقى كنايہ كے الفاظ كى طرح يہ بھى طلاق ميں صريح نہيں ہونگے.

پہلى وجہ يہ ہے كہ: كتاب اللہ ميں يہ الفاظ خاوند اور بيوى كے مابين عليحدگى اور جدائى كے معنى ميں وارد ہوئے ہيں، تو يہ اس ميں طلاق كے الفاظ كى طرح صريح ہوئے.

اللہ سبحانہ و تعالى كا فرمان ہے:

اچھے طریقہ سے روك لو، یا پھر اچھے طریقہ سے چھوڑ دو .

اور اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے:

اور اگر وہ دونوں علیحدہ ہو جائیں تو اللہ تعالی ہر ایك کو اپنی وسعت میں سے غنی کر دیگا .

اور اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے:

تو آئیں میں تمہیں مال و متاع دے کر اچھے طریقہ سے چھوڑ دیتا ہوں .

ابن حامد کا قول زیادہ صحیح ہے؛ کیونکہ جس کے صریح ہونے میں نص ہو وہ دوسرا احتمال نہیں رکھتا، لیکن وہ احتمال بعید کا ہوگا.

اور الفراق اور السراح کے الفاظ قرآن مجید میں خاوند اور بیوی کے مابین علیحدگی اور تفریق کے معنی میں استعمال ہوئے ہیں، اور اس کے علاوہ معنی میں بھی وارد ہوئے ہیں اور عرف میں یہ بہت زیادہ ہے.

اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے:

اللہ کی رسی کو سب اکٹھے ہو کر مضبوطی سے تھام لو اور فرقہ میں مت پڑو . انتہی

دیکھیں: المغنی (7 / 294).

اور اکثر لوگ اس لفظ کو طلاق کے معنی میں استعمال نہیں کرتے، اس لیے ان کے ہاں یہ لفظ طلاق کے صریح الفاظ میں شامل نہیں ہوگا.

حاصل یہ ہوا کہ: اس لفظ سے آپ کو طلاق واقع نہیں ہوئی جب تك کہ خاوند ان الفاظ سے طلاق کا ارادہ نہ رکھتا ہو.

واللہ اعلم .